الحاج غلام یٰسین صاحب، شاد باغ لاہور

باتیں ان کی یاد رہیں گی

جناب الحاج غلام یٰسین صاحب شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے رفیق و خادم خاص مخلص شیدائی اور وفادار ساتھی تھے حضرت شیخ الحدیثؒ کو بھی ان سے بے پناہ محبت اور شفقت کا تعلق تھا جناب غلام یٰسین صاحب کی بیعت کا تعلق حضرت لاہوریؒ سے تھا پھر ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے تجدید بیعت کی ان کی ہدایت و ترغیب پر حضرت شیخ الحدیثؒ سے تعلق جڑا اور ایسا جڑا کہ زندگی کے آخری لمحات تک نبھایا۔ جناب الحاج غلام یٰسین تیئس سالہ رفاقت کی اس محبت بھری داستان کی ایک جھلک نذر قارئین کر رہے ہیں۔ انوار الحق

اپریل ۱۹۶۵ء کے شروع کی بات ہے کہ میری کمپنی علی آٹوز لاہور نے اکوڑہ خٹک میں واقع پاکستان ٹوبیکو کمپنی کے مین آفس کی ائر کنڈیشنگ کا ٹھیکہ لیا اور مجھے بطور رسائٹ انجینئر وہاں مقرر کیا۔ لہٰذا ایک صبح میں بمعہ اپنی ورکنگ ٹیم کے پاکستان ٹوبیکو کمپنی اکوڑہ خٹک پہنچ گیا سارا دن کام کیا اور پھر عصر سے کچھ قبل اکوڑہ خٹک بستی میں پہنچا بازار میں ایک دکاندار سے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے بارہ میں پوچھا انہوں نے اس مسجد کا راستہ بتایا جہاں حضرتؒ نماز خود پڑھایا کرتے تھے میں نماز عصر کے وقت مسجد میں پہنچ گیا نماز حضرتؒ نے پڑھائی اور پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مصلیٰ پر ہی تشریف فرما رہے نمازی چلے گئے صرف میں ہی رہ گیا۔ حضرتؒ نے جب مجھ نو وارد کو دیکھا تو ایک بڑی ہی عجیب مسکراہٹ جس کا میں قلم سے انداز بیان نہیں کر سکتا، کے ساتھ مجھ سے مخاطب ہوئے۔ فرمایا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں میں نے عرض کیا حضرت لاہور سے آیا ہوں۔ پھر فرمایا آپ لاہور میں حضرت لاہوریؒ (حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ) کو جانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت میں تو انہی کے جوتوں کی خاک ہوں میرے وہ مربی ہیں بس پھر کیا تھا کمال شفقت فرمائی آمد کی وجہ دریافت کی میں نے عرض کیا حضرت یہاں تمباکو کمپنی میں کام کے سلسلہ میں کچھ ماہ کیلئے آیا ہوں مزید شفقت فرماتے ہوئے فرمایا کہ آپ شام کو کھانا ہمارے ساتھ ہی یہاں کھایا کریں شفقت کا طبیعت پر عجیب اثر ہوا۔ اکوڑہ خٹک میں ہی مکان کرایہ پر لیا اور رہائش وہیں رکھ لی۔ نماز فجر، عصر، مغرب اور عشاء حضرتؒ کے پیچھے پڑھنے کا موقع ملتا۔ مغرب کے بعد حضرت کا کھانا کھانے کا معمول تھا مسجد کے سامنے ایک گھر تھا جس میں کھانے کے وقت حضرتؒ کے رفقاء کار حاجی محمد یوسف مرحوم، حاجی غلام محمد صاحب مرحوم، حاجی نور بادشاہ صاحب مرحوم بھی تشریف لے آتے۔

کھانا سب حضرات اکٹھے کھاتے اور ساتھ ہی سارے دن کے معاملات پر گفتگو ہوتی، ہمارے حضرتؒ عمر میں سب ساتھیوں سے چھوٹے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے کمال بصیرت سے نوازا تھا سب کو ہدایات فرماتے جسے سب حضرات انتہائی ادب کے ساتھ سنتے اور عمل کرتے۔ اگلے روز کھانے کے وقت نتائج اور کام کی پیش رفت کے بارہ میں عرض کرتے، یہ مشاورت معمولی بات نہ تھی اس کا نتیجہ ہر روز بڑی تیزی کے ساتھ سامنے آ رہا تھا۔ دارالعلوم اکوڑہ خٹک کے ہر شعبہ میں دن دگنی رات چوگنی ترقی واضح تھی۔ الحمدللہ مجھے دس ماہ حضرتؒ کی صحبت نصیب ہوئی اور پھر اپنی ہی اولاد کی طرح انتہائی شفقت فرماتے رہے۔

ختم بخاری شریف میں شرکت،

اکوڑہ خٹک میں قیام کے دوران اور بعد میں بھی حضرتؒ کی خصوصی دعوت پر شرکت ہوتی رہی، سارے مجمع میں ناچیز کے لیے نام لے کر خصوصی دعاؤں سے خوب نوازتے۔ شادی کے موقعوں پر ہمیشہ دعوت نامہ ملتا اور حاضری کی تاکید فرماتے، خط لکھنے میں اگر مجھ سے دیر ہو جاتی تو فوراً خود خط لکھ کر خیریت کا پتہ فرماتے۔ حضرتؒ کی شفقت کا یہ اثر تھا کہ اکثر دو تین ماہ کے بعد حضرتؒ کی خدمت اقدس میں زیارت کے لیے حاضری ہوتی۔ حضرتؒ انتہائی خوش ہوتے بڑی دعائیں فرماتے۔

کھانا خصوصی تیار کرواتے اور پھر اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاتے۔ جب بڑھاپا غالب آ گیا تو پھر اپنے بستر کے قریب دسترخوان مگر اکثر اپنے سامنے

کھانے کا اہتمام فرماتے۔ حضرتؒ کی ان حد درجہ شفقتوں پر انتہائی شرم آتی۔ ایک دفعہ اپنے کمرے کے علاوہ گھر میں نچلے حصہ میں کسی کمرہ میں بیٹھنے کا موقعہ ملا اس وقت بھی لاہور سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا تھا۔ حضرتؒ نے مجھے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا اور خود چارپائی جو کرسی سے نیچے تھی پر تشریف فرما ہوئے میرے لیے یہ انتہائی کٹھن کام تھا میں بیٹھ نہیں رہا تھا لیکن حکماً بٹھایا۔ فرمایا مہمان کا ایسا ہی حق ہے تواضع اور انکساری کی مجسم مثال۔ اللہ اکبر۔

پس حضرتؒ کی شفقت کا یہ عالم تادم آخر قائم رہا واقعات تو اتنے ہیں کہ بیان کرنے کو ہی جی چاہتا ہے لیکن وقت اجازت نہیں دیتا۔ پھر بھی چند باتیں عرض کئے دیتا ہوں۔ لاہور میں حضرتؒ کی جب بھی آمد ہوئی، جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں حضرت مولانا فضل رحیم صاحب دامت برکاتہم سے بھی انتہائی شفقت تھی مجھے اطلاع مل جاتی، حاضر ہوتا اور گھر پر جانے کے لیے عرض کرتا اسی وقت جانے کے لیے تیار ہو جاتے میرے گھر کا سنگِ بنیاد بھی حضرتؒ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ آخری بار شریعت کانفرنس لاہور میں بحیثیت صدر تشریف لائے رات کافی ہو چکی تھی مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں تشریف فرما تھے، میرے مکرم حضرت مولانا فضل الرحیم مدظلہ بھی تشریف لے آئے اور ساتھ لے جانے کے لیے عرض کیا۔ حضرتؒ نے فوراً میری طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا جیسے غلام یٰسین کہیں گے ویسا ہی کریں گے لہٰذا حضرتؒ میرے ہی ساتھ میرے گھر پر تشریف لائے اور قیام فرمایا۔ علماء حضرات کا ایک تانتا بندھا ہوا تھا سبھی جوق در جوق تشریف لاتے اور اسباق، احادیث اور جملہ امور پر حضرتؒ سے مستفید ہوتے۔ یہ ایک عجیب سماں نصیب ہوا۔ الحمد للہ

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ محنتِ بے ریا

ایک دفعہ ہمارے ہی گھر میں قیام کے دوران حضرتؒ ایک علیحدہ کمرہ میں تشریف فرما تھے کہ ہماری ایک رشتہ دار خاتون اندر آ گئیں اور دعا کیلئے عرض کیا میں اس دوران پاس ہی بیٹھا تھا لیکن کوئی چیز لینے کے لیے اٹھا اور کمرے سے باہر جانے لگا۔ حضرتؒ نے یکدم میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ نہیں تم یہیں بیٹھو جب تک وہ خاتون باہر تشریف نہیں لے گئیں مجھے کمرے سے باہر نہیں جانے دیا اللہ اکبر اس قدر محتاط کہ ایک لمحہ کے لیے بھی کسی غیر محرم کے ساتھ علیحدگی گوارا نہیں فرماتی۔

میرے شیخ حضرت مولانا عبید اللہ انور نور اللہ مرقدہٗ اکثر مجھے فرماتے آپ خوش قسمت ہیں حضرت جیسی ہستی آپ سے شفقت فرماتے ہیں جب بھی اس طرف جانا ہو حضرت کی خدمت میں ضرور حاضری دیا کرو اور میرا سلام پیش کیا کرو اور ادھر حضرتؒ کا یہ عالم ایک دفعہ اکوڑہ میں حاضری ہوئی تو مجھے فرمایا کہ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہٗ کو میرا یہ پیغام دے دینا کہ حضرت ہم اسمبلی کے اندر اور باہر آپ کے حکم کے پابند ہیں آپ جب حکم فرمائیں گے اسی وقت اسمبلی چھوڑ کر باہر آ جائیں گے حالانکہ حضرتؒ ہمارے حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحبؒ کے استاذ تھے لیکن بحیثیت جنرل سیکرٹری جمعیۃ العلمائے اسلام ان کا ادب کمال درجہ فرماتے تھے اور حضرت لاہوریؒ کے جانشین ہونے کی وجہ سے بھی انتہائی ادب فرماتے تھے۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کے وصال پر الحق میں مولانا عبد القیوم حقانی نے خصوصی اداریہ لکھا تھا اور پھر شفقت کی انتہاء ملاحظہ فرمائیں کہ میں جب اکوڑہ خٹک پہنچا تو حضرت نے وہی "الحق" جس میں اداریہ لکھا تھا منگوایا اور مولانا عبد القیوم حقانی صاحب ہی سے پڑھا کر مجھے سنایا اور میری تسکین فرمائی۔

آپ جب حیات میچنگ ہسپتال پشاور میں آخری بار داخل تھے۔ بندہ حاضر خدمت ہوا۔ سی سی روم میں تھے نیم بیہوشی کی کیفیت تھی لیکن جیسے ہی مجھ پر نظر پڑی بڑے بے تپاک انداز میں السلام علیکم فرمایا۔ پھر خیریت دریافت کی اور ساتھ میں اپنے داماد انسر بہادر خان جو اس وقت خدمت میں مصروف تھے سے حکم فرمایا پشتو میں کہ یٰسین صاحب آئے ہیں ان کے لیے کھانے کا بندوبست کریں۔ حضرتؒ کی زندگی کی یہ آخری رات تھی۔ الحمد للہ جیسے ہی میں پہنچا میرے برادرم بزرگوار حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور باقی ساتھی سب اوپر کمرے میں چلے گئے اور یوں مجھے حضرتؒ کی خدمت میں وہ آخری رات گذارنے کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد للہ۔

رات اکثر عالم جذب میں کچھ باتیں فرماتے رہے جنکی پوری طرح سمجھ نہیں آتی تھی صبح تقریباً چھ بجے حضرتؒ آرام فرما ہی تھے۔ میں اور میرا ساتھی بھائی فیاض الدین دونوں حضرت مولانا انوار الحق صاحب سے اجازت لے کر لاہور کے لیے واپس ہو لیے لیکن جیسے ذرا ہوش سنبھلا فوراً دریافت فرمایا، یٰسین صاحب کہاں ہیں بار بار دریافت فرماتے رہے، یہ حضرتؒ کی شفقت کی انتہا تھی، ادھر ہمارے دل کو بھی سکون نہیں تھا ہمارے لاہور پہنچنے سے پہلے حضرتؒ کی رحلت کی خبر پہنچ چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بس پھر کیا تھا اسی شام واپسی ہوئی اور اگلی صبح اکوڑہ خٹک پہنچ گئے اس وقت حضرتؒ کو غسل دیا جا چکا تھا چہرے پر اس قدر نورانیت کہ سمجھ نہیں آتی تھی دل میں یہ خیال آ رہا تھا کہ شاید یہاں کا کوئی علاقائی طریقہ ہو کہ بڑے بزرگوں کو غسل کے بعد سجایا جائے۔ سفید چہرے پر کالی سیاہ بھویں اور پھر سنہری عمامہ کمال امتزاج تھا جس کا آج بھی ذہن میں تصور ہے۔ جنازہ اُٹھا تو دار العلوم میں موجود اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوق کیا در و دیوار رو رہے تھے یوں لگتا تھا کہ صوبہ سرحد کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ شاید ہی ہوا ہو۔ قبر مبارک دار الحفظ کے

(بقیہ صفحہ [illegible] پر)